AL-AASAR Journal
Quarterly *Research* Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اردو صحافت میں مزاحمت کی روایت

THE TRADITION OF RESISTANCE IN URDU JOURNALISM

ڈاکٹر سکینہ صدیق*

لیکچررگورنمنٹ گریجویٹ کالج ،راول پنڈی

ڈاکٹر نادیہ حفیظ*

لیکچرر گورنمنٹ گریجویٹ کالج ،راول پنڈی

ABSTRACT

The literature that is written to present or expose the outdated thinking of an era or against the oppression of a government or any other kind of oppression is called resistance literature. Journalism is also related to literature in which journalism bring the truth to the fore to stop oppression and oppression. Resistance in Urdu journalism began systematically after the war of independence of 1957.The Urdu magazines and news reports that time created consciousness and awareness among the people of subcontinent .this research paper will examine the resistance elements in Urdu journalism before and after the independence movement . by using documentary research method ,the reason for the resistance elements in Pakistani journalism will be expored and final conclusions will be drawn.

Keywards:

Journalism, colonialism ,Independence, establishment, political ,resistance

روز اول سے آج تک حق وباطل کی قوتیں برسرپیکار رہی ہیں ۔ہر ناپسندیدہ چیز کےخلاف مزاحمت کرنا انسان کی جبلت میں شامل ہےمزاحمت انسانی فطرت کاحصہ ہےیہ جواز اتنا فطری ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اس سے خالی نہیں۔مزاحمت عربی زبان کالفظ ہے جو مزاحم سے نکلا ہے جس کے معنی خلل ڈالنا،ٹکرانا اور مدافعت کرنے کے ہیں ۔مزاحمت جبر واستحصال کے خلاف افراد کی قوت استحصال کی نشان دہی کرتی ہے۔اصطلاحی معنوں میں :"ایک حساس ،باشعور،اور باضمیر فردکا سماج میں جبرواستحصال کرنے والے عناصر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنامزاحمت ہے۔"(1) ڈاکٹر رشید امجد کے مطابق سارے کا سارا ادب مزاحمتی ادب ہے۔اردو صحافت بھی ادب کا حصہ ہے جیسے برنارڈ شا نے عظیم ادب قرار دیا۔صحافت سے وابستہ لوگ صحافی کہلاتے ہیں ،جن پر عوام اعتماد کرتے ہیں ۔ایک صحافی اپنے فرائض پوری دیانت داری سے سرانجام دیتے ہوئے عوام کے سامنے حق اور سچ لاتا ہے ۔اردو صحافت کی تاریخ مزاحمت سے بھری پڑی ہے ۔آزادی ہند سے لے کر آج تک صحافی اپنے قلم کی طاقت کو ظلم ،ناانصافی اور جبر کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے رہے۔

برصغیر میں باقاعدہ صحافت کا آغاز مغلیہ سلطنت کے زوال پذیر ہونے کے بعد ہوا۔جس میں نوآبادیاتی نظام کے خلاف مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ انگریزی صحافیوں نے بھی کڑی تنقید کی جن میں جیمزاوکسٹن (James Augustus)اور ہکی(Hicky)شامل تھے۔انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی پرسخت تنقید کی اور ان کی نازیبا حرکات کا پردہ فاش کیا۔اس کے بعد ولیم ڈان (William Down) نےانڈین ورلڈ میں حکومت پرالزامات لگائے جس کے بعد

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حکومت نے دواخبار نکلےلیکن وہ اخبار ان کے مقابلے میں نہ چل سکے۔ڈاکٹر نسیم آراکے مطابق:"برصغیر میں موجودہ صحافت کی بنیاد ان دونوں انگریزوں کے طفیل اٹھارویں صدی میں قائم ہوئی۔"(2)

اردو صحافت کا آغاز پرآشوب زمانے میں ہوا،جب ہندوستان پر انگریزسامراج کا تسلط تھا جس میں عوام کی بنیادی آزادی سلب کرلی گئی تھی۔ان حالات میں جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کی ذمہ داری اردو صحافت نے قبول کی ،جس کاآغاز 1822ء میں کلکتہ سے "جام جہاں نما"سے ہوالیکن اصل بانکپن 1837ء میں دہلی اخبار کی اشاعت سے ہوایہ اخبار مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نےجاری کیا تھا۔1857ء کی بے باک رپورٹنگ اور اس کے عہد کا صحیح منظر نامہ پیش کیا جس کی وجہ سے مولوی محمد باقر کو گرفتار کرکے بڑی بے سفاکی سے شہید کردیا گیا۔ان کی جائیداد ضبط کرلی گئی۔یہ وطن عزیز کی آزادی کے لیے پہلی قربانی تھی۔مولانا محمد حسین آزاد نے "دہلی اخبار" کے پہلے صفحے پراپنی نظم "تاریخ انقلاب عبرت افزا"شائع کروائی جس کی وجہ سے انگریزوں نےمولانا محمد حسین آزاد کا وارنٹ گرفتار جاری کیاجہاں سے وہ مفرور ہوگئے۔اس کے بعد وہ تمام شہر جو اردو صحافت کا اہم مرکز تھےانقلاب کے بھی مراکز بنے۔اس دور میں اردو اخبارات سخت مشکل کا شکار تھے۔بقول معصوم مراد آبادی کے

> "اردو اخبارات طویل عرصے تک نہایت مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے رہے اسی لیے اردو صحافت میں محنت اور لگن سرشت کے طور پر شامل ہوگئی ہے ۔خبروں کی حصول یابی سے لے کر طباعت کے پیچیدہ مسائل تک اردو اخبارات نے ایک ایسا کٹھن دور دیکھا ہے کہ کسی اور زبان کی صحافت ہوتی تو نہ جانے کب کی ٹھکانے لگ گئی ہوتی ۔اردو صحافی نامساعد حالات اور تکنیکی دشواریوں میں بھی اخبارات کو اپنے خون سے سینچتے رہے"(3)

سرسید تحریک نے بھی اردو صحافت پر گہرے اثرات ڈالے۔ان کے بھائی نے "سیدالاخبار"نکالا۔سر سید کا رسالہ "تہذیب الاخلاق"معاشرتی اصلاح کا عزم لیے ہوئے تھااس لیےعلی گڑھ کالج کی فضاسےمولانا حسرت موہانی ،مولانا محمد علی جوہراور مولانا ظفر علی خان جیسے جلیل القدر صحافی ملے۔اسی دور میں مولانا ابوالکلام آزاد کے دو رسالے"الہلال"اور "ابلاغ"نے اردو صحافت میں آزادی کی تحریک کوہوا دی ۔مولانا حسرت موہانی کا رسالہ "اردوئے معلی "علی گڑھ سے شائع ہوتا تھا ،اسی علی گڑھ کالج سے شائع ہوتا جو انگریزوں کی وفاداری کےلیے بنایا گیا تھا۔مولانا حسرت موہانی نے ہی انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگایا۔کئی بار جیل گئے مگر ان کے جذبے میں کمی نہ آئی ۔مولانا ظفر علی خان نے "زمین دار"اخبار نکالا جس نے دس سال تک تحریک آزادی کی حمایت کی اور انگریزوں کے پرچخے اڑائے۔مولانا محمد علی جوہر نے "ہمدرد"جاری کیا جو "زمین دار" کے بعد سب سے زیادہ معیاری رسالہ تھایہ بھی اپنے انتظامی امور کی وجہ سے زیادہ دن نہ چل سکا۔لاہور سے "انقلاب" شائع تھااس کو نکالنے والے مولانا غلام رسول مہراور عبدالمجید سالک تھے۔منشی سجاد حسین کا اخبار "اودھ پنچ "نے اردو نثر کی ترقی میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں اور ہندومسلم اتحاد کےلیے جدوجہدکی۔مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے رسالہ "سچ"نکالا۔اس رسالے میں مولانا بڑے مدلل انداز میں فرنگی تہذیب کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتےاور ان کے غضب وغصے کا نشانہ بنتے۔ ارتضی کریم کے مطابق:

> "انیسویں صدی میں 1901ءسے 1947ءکے دور کو اردو صحافت کا عہد زریں کہا جاسکتاہے۔اس دور میں بڑےاہم اخبار

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شائع ہوئےجن میں زمیندار،لاہور،اردوئے معلی ،علی گڑھ،الہلال ،کلکتہ ،ہمدرد،دہلی ،مدینہ،بجنور،ہفت روزہ ،سچ،لکھنو،الجمعیتہ،پرتاپ ،ملاپہ،انقلاب ،ممبئی،عصر جدید،آزاد ہند،پاسبان ،بنگلور،روزنامہ ،روشنی سری نگر،روزنامہ خدمت ،روزنامہ مسلمان ،مدراس،روزہ نامہ اتحاد،پٹنہ،روزنامہ ندیم،بھوپال ،روزنامہ ہندوستان،ممبئی اہم ہیں (4)"

اس لیے ارتضی کریم نے اس دور کو اردو صحافت کا سنہرا دور کہا ہےکیوں کہ اس دور میں حکومت کے خلاف حق بات کہنااپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھی ۔ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اپنی کتاب "صحافت ہندوپاکستان میں "ان قلمی اخبارات کا ذکر کیاجنھوں نے تحریک آزادی میں اہم کردار اداکیا وہ لکھتے ہیں :"اس غدر میں قلمی اخباروں کا بڑا زور تھا پھر 1836ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل لورڈ آک لینڈ نے اس رائے کا اظہار کیاکہ ہم پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا ،قلمی اخبار اشتعال انگیز ی پر اتر آتے ہیں "(5)

اس دور میں اردوصحافت کواستعماریت سے نجات کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا۔ماسٹر رام چندر نے دو رسائل شائع کیےاسی دور میں اصلاح نسواں کے تحت تعلیم نسواں کا بہت غلغلہ تھاجس میں ادبی رسائل نے نمایاں کارنامہ سرانجام دئیے۔ان رسائل میں "شریف بی بی"،"معلم نسواں "،"پردہ عصمت "اور "تہذیب نسواں "جیسے بے شمار رسائل شائع ہونے لگے۔البتہ خواتین کو صحافت میں آنے میں بہت دیر لگی ۔بیسویں صدی میں مولوی ممتاز علی نے "تہذیب نسواں " کے نام سے رسالہ نکالا۔اس رسالے کے نکالنے کی وجہ سے مردوں نے شدید مخالفت کی۔ اس وقت لوگوں کے ذہنی رویے بہت حوصلہ شکن تھےلیکن قوم کے ان مصلحین نے گالیاں کھا کر بھی اصلاح نسواں کے مشن کو جاری رکھا۔ایک رسالہ بند ہوتا تو دوسرا جاری کردیتےیہ ہی حال مولوی محبوب عالم کا تھا۔"تہذیب نسواں "رسالے کی ایڈیٹر مولوی ممتاز علی کی بیوی محمدی بیگم تھیں۔مولوی ممتاز علی کی وفات کے بعد ان کی بہو بیگم آصف جہاں مدیر بنی۔ ان رسالوں میں چند ایک باشعور گھرانے کی خواتین لکھا کرتی تھیں وہ بھی اپنی تحریریں دوسرے کے ناموں سے شائع کرواتی تھیں کیوں کہ اس دور میں خواتین کو لکھنے کی اجازت نہ تھی ان خواتین میں نمایاں نام نذر سجاد حیدر کا تھا۔رسالہ " معلم نسواں " کے مدیر مولوی محب حسین نے اپنے ایک مضمون میں پرانی رسم ورواج پرضرب کاری کی اور خواتین کے پردے کو تعلیم کی راہ میں ایک رکاوٹ بیان کیاجس کی وجہ سے اس رسالے کی شدید مخالفت ہوئی ،جبکہ یہ رسالہ تحریک نسواں اور آزادی نسواں کا حامی تھا۔ان رسائل نے خواتین کے اندر تعلیمی شعور اور بیداری پیدا کی ۔ بقول ڈاکٹر جمیل اختر کے

"ان تمام رسائل نے مل کر ہندوستان کے تمام طول وعرض میں نسوانی تعلیم کے پیغام کو گھر گھر پہنچادیا ۔اس طرح تحریک نسواں اور بے داری نسواں کے مشن کوان بزرگوں کی مساعی جمیلہ سےبے حد فروغ حاصل ہوا۔انہی جرائدورسائل کی بدولت بہت سی خواتین علم وادب سے آراستہ ہوکر طبقہ نسواں کے اصلاحی مشن میں شامل ہوگئیں اور بہت ہی فعال کردار ادا کیا۔لکھنے والی خواتین کا ایک بڑاگروہ ذہنی آبیاری کے نتیجے میں زرخیز ذہن اور نئی فکر کے ساتھ میدان عمل میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے متحرک ہوگیا۔"(6)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انیسویں اور بیسویں صدی میں عورتوں کی ادبی نگارشات میں زبان کی غلطیاں کم ہی ملتی ہیں۔خواتین کو اپنی نگارشات پیش کرنے کے سلسلے میں مردوں سے بھی زیادہ معاشرتی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑااس لیے لکھنے کی جرات بہت کم عورتیں کرتی تھیں۔ آزادی کے بعد ادارتی میدان میں خواتین کا اضافہ ہوا۔اس بات میں کوئی شک نہیں خواتین کے رسائل پر طویل عرصے سے مرد مدیران کا قبضہ رہا۔ڈاکٹر جمیل اختر نےاپنی کتاب "اردو میں جرائد تاریخ نسواں لکھی۔ ان کے مطابق تقسیم سے پہلے تقریبا دو سو رسائل شائع ہورہے تھے جن میں اکثر کی اشاعت قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہی۔کچھ نئے رسائل میں "عصمت " رسالے نے ہجرت کے باوجود اپنا معیار برقرار رکھا۔دوسرے شہروں سے زیادہ لاہور اور کراچی میں رسائل شائع ہوئے اور حالات کی بھینٹ چڑھ کر بند بھی ہوتے رہے۔

برصغیر میں اردوصحافت نے جو قومی شعور پیدا کیا تھا قیام پاکستان کے بعداخبارات وہ کردار ادا کرنے میں ناکام رہے۔چند ہی سالوں بعد صحافت حکومتی وسیاسی عناصر کا شکار ہوگی ۔قیام پاکستان کے فورا بعد آزادی ایکٹ کی بجائے سیکورٹی ایکٹ نافذ کیا گیاجو انگریزوں نے تحریک آزادی کو روکنے کےلیے نافذکیا تھا۔ اسراراحمدکو قائداعظم نے خود "ڈان " اخبار کا ایڈیٹر مقرر کیایہ وہ پہلےصحافی تھے جنہوں ایوب خان کے دور میں فیڈرل یونی آف جنرنلسٹس کی بنیاد رکھی۔قیام پاکستان کے بعد"زمیندار " اخبار بہت مقبول رہا۔اس کی اشاعت سب سے زیادہ تھی ۔1953ء میں اس پر ختم نبوت کیس کے سلسلے میں پابندی عائد ہوئی اس وقت مولانا ظفر علی خان بیمار تھے ان کے بیٹےمولانا اختر علی خان کو گرفتار کرلیا گیا۔اسی دور میں صحافیوں کو وزارتیں دی گئیں وہ آزاد صحافت کرنے کی بجائے حکومت کے غلام بن گئے۔"نوائے وقت "کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی کوہردور میں مختلف عہدوں کی پیش کش کی گئی مگر انہوں نے آزادی صحافت کو مخلوط نظر رکھتے ہوئے ٹھکرا دیاجیسے جنرل ضیا ء الحق نےمجلس شوری کا رکن بننے کی استدعا کی توپھر ن لیگ نےان کو صدارت کا عہدہ دیاجس سے انہوں نے انکارکردیا۔اسی طرح جونیجو نے پنجاب حکومت کےگورنر بننے کی تجویز دی آپ نے بصد شکریہ معذرت کرلی جب کہ بہت سے صحافی صحافت کے ساتھ ساتھ حکومت کے ملازم بھی ہیں ۔ان کی آواز کوروکنے کےلیے بھاری نذرانے بھی پیش کیے جاتے رہے ۔دوسری طرف پاکستانی رسائل وجرائد میں سیاسی ،مذہبی ولسانی فرقہ بندی کو ہوادی جانے لگی ۔1948ء میں تین ترقی پسند جریدوں "سویرا"،"نقوش" اور "ادب لطیف " پر پابندی عائد کردی گئی یہ ملک کی جمہوری آزادی پر یہ پہلا حملہ تھا ۔"نقوش"نے سعادت حسن منٹو کا "افسانہ کھول دو"شائع کیا۔اس کوپبلش کرنے کی وجہ سے نقوش کو بند کردیا گیا۔"سویرا"کی میعادبندش ختم ہونے کے بعد پہلے رسالے کی اشاعت پر چھ ہزار جرمانہ اور اس کے ایڈیٹر ظہیر کاشمیری کو سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔ ترقی پسندوں نے اس کےخلاف مزاحمت کی۔اسی سال "امروز"میں ایک خبر کی اشاعت پر فیض احمدفیض کو گرفتار کرلیا گیا۔جس ملک میں فیض ،فراز،حبیب جالب اور جوش جیسے شعراپرپابندیاں عائد کی جاتی ہوں وہاں ادب کیسے فروغ پا سکتاہے۔آزادی کے بعد ہردور میں کسی نہ کسی صورت میں کچھ نہ کچھ پابندیاں عائد ہوتی رہی مگر 1950ء کے بعدان پابندیوں میں شدت آگئی۔تحریروتقریر میں پابندی کے ساتھ معاشی بدحالی بھی بڑھنے لگی ۔1958ء میں جبری مارشل لگا دیا گیا ذوالفقار علی بھٹو کاسول جمہوری دور تھامگر اس میں بھی وعدوں کے باوجود آرڈینس ختم نہ ہوابرصغیر کے لوگوں نے انگلستان میں بھی برطانوی حکومت کے خلاف اخبارات جاری کیے جن میں 1961ءمیں محمود ہاشمی نے "مشرق" کے نام سے ایک جاری کیا۔"مشرق"میں بہت سی خواتین ادباء بھی بطور صحافی کام کرتی رہی جن میں کشور ناہیدبھی شامل ہیں۔یہ اخبار بھی حکومتی اداروں کے غصب کا شکار ہوا۔ضمیر نیازی کی کتاب "صحافت پابند سلاسل " کے مطابق

"ستمبر 1983ء میں نیشنل پریس ٹرسٹ نے" مشرق "،"
امروز"اور "پاکستان ٹائمز" کے دس صحافیوں کوملازمت سے

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

برطرف کردیاجن میں سے اکثر اس ادارے سے بیس سال سے زیادہ عرصے سے وابستہ تھےٹرسٹ انتظامیہ کے مطابق ان صحافیوں کا جرم یہ تھاانھوں نے لاہور کے 55ادیبوں ،شاعروں اور صحافیوں کی جانب سے تیار کی گئی ایک یادداشت پر دستخط کیے تھے جس میں سندھ کے عوام سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا تھا۔"(7)

1977ءمیں ضیاءالحق کے مارشل نے نافذ کردیا۔اس دور میں ادب اور صحافت پر بےجا پابندیاں لگائی گئیں۔صحافیوں کو کوڑے لگائے گئے بہت سے اخبارات بند کردئیے گئے۔سب سے زیادہ مزاحمت اس دور میں ہوئی۔اس وقت سے اب تک ہمارا میڈیا آزاد نہیں بلکہ سنسر شپ کا شکار تھاسیاست اور پارلیمنٹ میں بھی سیاست دان بااختیار نہیں بلکہ دوسری طاقتیں جو چاہتی ہیں وہ کروا رہی تھیں اورہیں۔ پرویز مشرف کے دور میں ایک طرف آزادی تو دوسری طرف آمرانہ سوچ مسلط تھی۔جیو ٹی ۔وی کی نشریات بند کردی گئی۔ ایسےحالات میں حق اور سچ کا ساتھ دینا مشکل تر ہوگیا جب کہ صحافت کوجمہوریت کا بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے زاہد ہ حنا ایسے حالات میں صحافت اور صحافیوں کی صورت حال کا جائزہ لیتےہوئے لکھتی ہیں:

"صحافت ایک محض پیشہ نہیں ایک مسلسل جدوجہد ہےجو سچ کے چراغوں کو ہاتھوں میں تھامے طوفانوں کے بیچ روشنی کی تلاش کا نام ہےیہ ان آوازوں کی نمائندگی ہے، جو اقتدار کےایوانوں میں گونگی کردی جاتی ہیں، جو سچ بولنے کی قیمت اپنی جان سے چکاتی ہیں۔"(8)

1980ء میں کیبل ،ٹیلی وژن اور سیٹلائٹ نشریات نے میڈیا کی رسائی کو بڑھایاجبکہ 1990ء میں آن لائن صحافت کاتصور ابھرااور انٹرنیٹ معلومات کی ترسیل کا ذریعہ بنا مگربدقسمتی سےتمام صحافتی اداروں پر سرمایہ دارانہ نظام لاگو تھاسرمایہ داروں نے صحافت کو ایک کٹ پتلی کی طرح استعمال کیا۔ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق:

"صحا فت کے شعبے میں خرابیوں کی ایک بڑاسبب یہ ہے کہ پرنٹ میڈیا اور ٹی وی چینل سیٹھوں کی ملکیت ہیں ،جنھوں نے میڈیا میں اپنےاثرو رسوخ کو اتنا بڑھایا کہ وہ اپنے تجارتی مفادات کا تحفظ کر سکیں ۔ان کا قطعی یہ مقصد نہیں سوسائٹی میں شعور اور احساس پیداکریں" (9)

ان پیچ وبل کھاتے خاردارادوار میں چند صحافیوں نے اپنےفرائض کو سرانجام دیتے ہوئے وقت کے فرعونوں کے سامنےگھٹنے نہ ٹیکےاور ان کے خلاف مزاحمت کی، جن میں ابراہیم جلیس(1922ء سے 1977ء)،نثار عثمانی (1930ء سے1994ء)، نجم سیھٹی(1948ءسے اب تک)منہاج برنا(1949ء سے 2011ء)،احفاظ رحمن (1942ء سے 2020ء)،عاصمہ جہانگیر(1952ءسے 2018ء)اورحامد میر(1966ءسے تک حال)جیسے دوسرے صحافی شامل ہیں ۔ابراہیم جلیس نے حیدر آباد دکن سے صحافت کا آغاز کیا۔1948ء میں پاکستان آگئے یہاں پر آکر مختلف اخباروں سے وابستہ ہوئےان میں روزنامہ "امروز" کے سب ایڈیٹر اور روز نامہ "مساوات"کے ایڈیٹر تھے۔1977ء کے مارشل میں حکومت کے زیرعتاب آئے ۔یہ سچے اور کھرے صحافی تھےان کو ایک کالم کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا۔ان حالات میں بھی وہ اقتدار اعلی کےسامنے نہ جھکے نہ بکے۔روزنامہ "مساوات "کو بند کردیا گیا جس سے

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research* Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نہ صرف وہ خود بلکہ چار سوملازمین بے روزگار ہوگئے۔اخبار پر پابندی ہٹانے کےلیے فوجی سربراہ سے ملے۔مگر بات نہ بن پائی ۔انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:"وہ مردود کہتا ہے کہ اخبار نہیں کھلے گا۔کیا کریں گے میرے چار سو لوگ ان کا کیا ہوگا؟پھر وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے لڑھک گئے"(10)اسی صدمے میں دماغ کی شریانیں پھٹنے سے خالق حقیقی کو جا ملے۔حکومت نے بعد از موت حسن کارکردگی سے نوازا۔

نثار عثمانی پہلے درس وتدریس سے وابستہ رہے پھر صحافت وادب میں دلچسپی ظاہر کی ۔انتظار حسین کے ساتھ بھی گہری دوستی اور وابستگی تھی ۔ضیا الحق کے دور میں مساوات اخبار کی بحالی کے لیے تگ ودو کرتے رہے۔وہ صدر ضیا الحق سے اس طرح چبھتے ہوئےسوال کرتے کہ وہ برہم ہوجاتے ۔ان کے صرف دو ہی مطالبات تھے ایک "مساوات "اخبارکی بحالی دوسرامارشل کےنظام کی نفی کرنامارشل کی مخالفت کرنے پر ان کو دس ہزار جرمانہ اورایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ان پر سیاست میں ملوث ہونے کا الزام بھی لگایا گیا اس سب کے باوجود انہوں نے حق اور سچ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ان کے خیال میں مشرقی پاکستان کا بحران اہل صحافت کی اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کی وجہ سے آیا۔ان کو مولانا حسرت موہانی سے خاص لگاؤ تھا وہ صحافت میں ان کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔1977ء،1978ءکے دور میں فیڈرل یونی جرنلسٹ کے جنرل سیکرٹری رہے۔مزاحمتی شاعر حبیب جالب سے بہت متاثر تھے انہوں نے ان کی آپ بیتی لکھوانے کے لیے تگ ودو کی۔ان کی صحافتی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

نجم سیھٹی کا تعلق موجودہ صحافت سے ہے ۔یہ انگریزی اخبار "Friday Time" کے مدیر رہے۔حکومتی پالسیوں پر تنقید کرنے کی وجہ سے گرفتار ہوئے۔ان پر مقدمات کا دباؤ بڑھایا گیااس سب کے باوجود انہوں نے آزادی صحافت اور جمہوری اقدار کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

منہاج برناشاعر،صحافی ،مقرراور صحافی تنظیم کے نمایاں رکن تھے۔فیڈرل یونی آف جرنلسٹ کے نمایاں بانی اورترقی پسند خیالات کے حامل تھے۔انہوں نے پاکستان ٹائمز،دی مسلم نیوز،امروزاور اےپی پی ایجنسی میں بطور صحافی خدمات سرانجام دیں ۔1972ء میں منہاج برنا کی فرمائش پر یکم مئی کو مزدورڈے منایا گیا۔نثار عثمانی ،منہاج برنااور دوسرے صحافیوں نے مل کر پچیس برس بعد پریس اینڈ پبلی کیشنزکا کالا قانون منسوخ کروایا۔ضیاالحق کی پابندیوں کے خلاف بھرپورمزاحمت کی۔انہوں نے ایک اخبار میں لکھا"جھوٹے پر خدا کی لعنت"جس پر اعتراض کیا گیا کہ یہ جملہ صدر ضیاالحق کے لیے لکھا گیا ہے۔انہوں نےضیا الحق کی حکومتی پابندیوں کے خلاف مزاحمت کی ۔ ان کو بارہا جیل بھیجا گیا اور صوبہ بدر بھی کیا گیا۔بے روزگاری ،ذہنی وجسمانی مشقت کے باوجود ان کے قلم کی روانی میں کوئی کمی نہ آئی۔ان پر دوقسم کے الزامات لگاکر برطرف کردیا گیا:

1۔یہ" ہفت روزہ الفتح " میں باقاعدگی سے مزاحمتی مضمون لکھتے ہیں جب کہ یہ جرید قومی میت اور ان کے حقوق کا پرچار کرتا ہے۔

2۔انہوں نے اپنے ایک مضمون میں نیشنل پریس ٹرسٹ کو توڑنے کی کوشش کی ۔

ان کی شاعری بھی مزاحمتی رنگ میں رنگی ہوئی تھی ان کی شاعری میں بھی فیض احمد فیض کی طرح رومانوی اورمزاحمتی رنگ نمایاں ہے۔ان کی نظم شہر آشوب" چوتھے ستون کا مرثیہ" پسے ہوئے افراد کی آواز بن گئی۔احفاظ رحمن کی کتاب آزادی صحافت سب سے بڑی جنگ "کے مطابق ضیا الحق دور حکومت کا منظر کچھ یوں تھا:" پیپلزپارٹی کی جدوجہد مربوط اور منظم نہ تھی ۔ہرشہر کے کارکن اپنے طور پر آمریت سے لڑرہے تھے۔قید وبند اور

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کوڑوں کی سزائیں برداشت کررہے تھے۔یہ صرف اخباری کارکن ہی تھے جنہوں نے ضیا حکومت کے دور میں منظم تحریکیں چلائیں۔(11)

احفاظ الرحمن ترقی پسند ادیب ،شاعر اور صحافی تھے۔وہ نیشنل سٹوڈنٹ فیڈریشن میں شریک ہوئے اور ایوب خان کی تعلیمی اصلاحات کے خلاف آواز بلند کی ۔ایم۔ اے صحافت کے بعد پہلے تدریس پھرصحافت کو اپنایا۔آپ آزادی صحافت کے عالم بردار تھے۔آمریت کےخلاف ہونے والی مزاحمتی تحریکوں کے رہنما تھے،جس کی وجہ سے ان پر پابندیاں عائد کی گئیں اور کافی عرصہ بے روزگار رہے۔ملک کے دوبڑے میگزین کے ایڈیٹر تھے۔ان کی کتاب"آزادی صحافت سب سے بڑی جنگ "ان لوگوں کے لیےایک مزاحمتی استعارہ ہےجو حق کی خاطر لڑتے رہے۔ان کی وفات ایک فرد کی نہیں بلکہ سچی اور کھری صحافت کی موت ہے۔

عاصمہ جہانگیر نے باقاعدہ طور پرصحافت تو نہیں کی مگرانسانی حقوق کی جنگ میں مزاحمت کا ایک بہت بڑا نام ہے۔انہوں نے جمہوریت کی بحالی اور خواتین کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی۔مشرف دور کی آمریت میں عدلیہ کے حقوق کے لیے اہم مظاہرے کیےگئےجن میں عاصمہ جہانگیر پیش پیش تھی۔

حامد میرکو صحافت وارثت میں ملی ۔ان کے والد وارث میر نے ضیا الحق حکومت کے خلاف ڈٹ کر لکھا۔حامد میر نے اپنی صحافت کا آغاز "روزنامہ جنگ" سے کیا۔1994ء میں "آبدوز" کے نام سے کالم لکھتے رہے۔روزنامہ پاکستان اسلام آبادکے مدیر اعلی بنےپھر اوصاف کے بھی مدیر رہے۔وزیراعظم کی بدعنوانی پر لکھنے کی وجہ سے ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اسامہ بن لادن سے تین انٹرویوز کیے۔19 اپریل 2014ء میں ڈروان حملوں کے خلاف ایک کانفرنس میں شرکت کی اس دوران ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔انہوں نے دہشت گردی ،انسانی حقوق کی بحالی اور سیاسی جمہوریت کی استقامت کےلیے جدوجہد کی۔

سرمایہ دارانہ نظام میں ہر مفاد دولت کے ساتھ وابستہ کردیا گیا جہاں پر انسانوں سے زیادہ مفادات کو ترجیع دی جاتی ہے اپنے مفاد کے لیے کسی کو موت کی نیند سولادیا جاتا ہے تو کسی کو اغوا کر لیا جاتا ہے ۔انٹر نیٹ کی بندش ،میڈیا کا کنٹرول اور انٹیلی جنس کا استعمال صحافت کی آزادی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ حق اور باطل کی یہ جنگ 2024ء میں سنگین صورتحال اختیار کرلیتی ہے جب یو ٹیوبر عمران ریاض کو اغوا کر لیا گیا۔یو ۔ایس۔ او کی رپورٹ کے مطابق 2024ء سے اب تک 64 صحافیوں کو ماردیا گیا ہے۔پاکستان کو صحافت کے لیے بدترین جگہ قرار دیا گیا ہے ۔2024ء کے انڈیکس میں پاکستان کا 180واں نمبر تھا جو کم ہوکر 154 پر آگیا ہے۔پاکستانی صحافیوں پر مذہبی ،سیاسی ،تشدد پسنداوردہشت پسند تنظیمونکا دباؤ ہے۔دوسری طرف اخبارات کی صنعت نے کارپریٹ کی شکل اختیار کرلی ہے۔پاکستانی صحافت پابندیوں کے شدید دور کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کررہی ہے۔اسلامی نظریات کو لاگوکرنے کی وجہ سے حکومت پاکستان کی یہ مذہبی ،اخلاقی اور معاشی ذمہ داری ہے کہ صحافیوں کو اظہاررائے کی آزادی دی جائے تاکہ انصاف کا بول بالا ہو۔

حوالہ جات

1۔رانا توفیق صدیقی،اقبال کے اردو کلام میں مزاحمتی عناصر،ویب گاہ:ہم سب،27جون 2022بوقت 2بجے شام۔

2۔نسیم آرا،ڈاکٹر،اردو صحافت کے ارتقامیں خواتین کاحصہ ،انجمن ترقی اردو پاکستان ،2008،ص 47۔

3۔معصوم مراد آبادی ،اردو صحافت کا ارتقا،اردو اکادمی ،دہلی،2013ء،ص19۔

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

4-ارتضی کریم (مرتبہ)،اردو صحافت کے دوسو سال (سیمینار میں پڑھے گئے مقالات)،حصہ اول ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،دہلی ،2017ء،پیش لفظ ص،5،6۔

5-عبدالسلام خورشید،ڈاکٹر،صحافت پاکستان ہندوستان میں ،مجلس ترقی ادب ،لاہور،1963،ص156۔

6-جمیل اختر ،ڈاکٹر،اردو میں جرائد نسواں کی تاریخ(جلد دوم)،کتابی دنیا،دہلی ،2016،ص55۔

7-ضمیر نیازی ،صحافت پابند سلاسل ،ایجوکیشنل پریس پاکستان ،کراچی ،1994ء،ص293۔

8-زاہدہ حنا،کالم ،ایکسپریس نیوز،21مئی 2025ء۔

9-مبارک علی ،ڈاکٹر،پیش لفظ ازاکمل شہزادگھمن،میڈیا منڈی ،جمہوری پبلیکشن ،لاہور،ص 11۔

10-عارف الحق عارف ،اٹھارہ کتابوں کے مصنف نابغہ روزگار صحافی ابراہیم جلیس،روزنامہ "امت"لاہور،کامیابی کی داستانِ،13دسمبر 2018،بوقت 10:53 صبح

11-احفاظ رحمن ،آزادی صحافت سب سے بڑی جنگ،رکتاب پبلی کیشن ،کراچی،2015ء،ص 24،25۔